کہیں یہ وہ تو نہیں!

ویریندر پٹواری

908، ولنسیا، مہاگن میپل، سیکٹر۔50، نوئیڈا، موبائل: 9717096882

دہشت کے قہر سے اُکھڑ چکے موروثی ساکنین کی بربادی کا چشم دید گواہ اپنی حقیقت سے آشنا ہے!

صدیوں پرانی روایات پر عمل کرتے ہوئے، اپنوں کو جگ بیتی و آپ بیتی سنانا اس کا موروثی پیشہ ہے اور جنونی شوق بھی! بھری بزم میں، اپنے بزرگوں کی خود سنی سنائی، سبق آموز استعاراتی حکایتیں، گلستاں بوستاں کی دلچسپ صدیوں پرانی کہانیوں کو گا کر سنانے کا وہ عادی ہے، صدیوں سے، ہر دور میں، ان کے چشم دید، ماضی سے جڑے سکھ دکھ کے حقیقی واقعات کو اپنی آنکھوں دیکھے کانوں سنے سانحات سے جوڑ کر، باقاعدگی سے بیان کرتے ہوئے وہ زمینی تاریخی حقائق کو عیاں کرنے والا ایک فرض شناس داستان گو ہے اور یوں حکمرانوں و مؤرخوں کے ارادی طور پر چھپائے جبر و تشدد کے سانحات کو عیاں کرنے کی ذمہ داری کو نبھانے کا عادی داستان گو اس بار ایک لاچار یرغمال ہے....اور وہ ویران مکان کے خود ساختہ ناظم کی انتقامی تدبیروں سے جڑے شاطر ارادوں سے آشنا ہے۔

وہ جانتا ہے کہ کسی مقصد سے امکان کو اجاڑ کر، موروثی مکین کو مار کر یا بھگا کر، ان کے پاسباں کو مطلب کے لیے دربان بنانا اور بوقت ضرورت اس کو غیر موجود مکین کا ترجمان ہونے کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہوئے اس کو میزبان کا وقتی درجہ دینا ایک بین الاقوامی سازش ہے۔ وہ یہ جانتا ہے کہ اس کا برباد ہو چکا گھر نہ ایک عجائب گھر ہے اور نہ اپنی بربادی کی داستان عیاں کر دینے والا ایک کھنڈر ہے۔ بلکہ ناظم کی ارادی طور پر سجائی گئی ایک ایسی سیاسی نمائش گاہ ہے جو فقط چکاچوندھ روشنیوں میں نظر آتی ہے....اور وہ برسوں سے، انتقامی آقا کی ہدایات پر، انقلابی موروثی ساکنین کی غیر موجودگی میں مجبوراً ایک میزبان بن جاتا ہے۔ پھر اپنے لب سی کر، آنسو پونچھتے پونچھتے، عام تماشہ بین کی آڑ میں فقط ناظم کے چنندہ مؤرخوں، مفکروں، دانشوروں اور صحافیوں کی پذیرائی کرتا رہا ہے....اور اپنے مذہب پرست، امن پسند ہم وطنوں کے ماضی سے جڑی، اپنی تاریخی معلومات کا بوجھ اٹھانے والے کو مہمانوں کے عالمی مباحثوں میں لازماً شامل کیا جاتا ہے۔ اس کی موجودگی میں ہم خیال شرکا اپنی عالمی اطلاعات و نشریات میں وہ اپنوں کی زمینی حقیقت کو کسی مقصد سے اپنی بناوٹ کے سانچوں میں ڈھال دینے کے عادی ہو چکے ہیں! اور پھر جب مذہب کے رنگوں سے سجا کر وہ ماضی کے حملوں سے جڑے سانحات اور اپنی جدید انتقامی تدبیروں کو انقلابی کارناموں کا نام دے کر، داستان گو کی موجودگی کو عوام کی ترجمانی اور اس کی خاموشی سے اپنے گمراہ کرانے میں اپنی عیاری و مکاری میں مہارت حاصل کر چکے ہیں! وہ اجنبیوں کی زبانی اکھڑ کر بچھڑ چکے ہم وطن مہاجروں کی داستان سن کر وہ لرز اٹھتا ہے! مگر صوفی سنتوں کے اصولوں پر عقیدتاً عمل کرنے والا لاچار داستان گو اپنی شمولیت کی عالمی سنسنی خیز اہمیت سے آشنا ہے، مگر چاہتے ہوئے بھی نہ وہ ان کو ٹوک پاتا ہے اور نہ ان کے گمراہ کن عالمی پیغامات کو روک سکتا ہے! نتیجتاً سچ پر وقت کے آمروں کے ہوس و حرص کے طور پر لگائے گرہن کو اپنی موجودگی سے جوڑ کر وہ اپنے وجود سے خوفزدہ ہوتا رہتا ہے اور ذہنی طور پر تذبذب کی دلدل میں دھنس کر چہروں کے ہجوم میں شناسا ہم وطنوں کا متلاشی ناامید ہو کر بار بار رو پڑتا ہے، مگر ہر بار عیار اور مکّار خود ساختہ خیر خواہ اس کے کرب کی کیفیت کو مسرّت سے جوڑے، خوشی کے آنسوؤں کا نام دے کر عالمی توجہ کا مرکز بنا دیتا ہے ...اور اپنی آزمودہ حکمت عملی سے اس کی داستان کو بدل کر اپنے ہم خیال مؤرخوں سے قلمبند کرنے کا عادی ہو چکا ہے۔

مگر جب اطلاعات اور نشریات کی چکاچوندھ روشنیاں بجھائی جاتی ہیں تب نمائش گاہ ایک ویران مکان بن جاتی ہے اور سنگین راتیں گزار کر رنگین صبح کا منتظر داستان گو، غیروں اور اجنبیوں سے الگ ہو کر تنہائیوں میں اکثر ویراں دہلیز پر ایک چراغ رکھ دیتا ہے....اور پھر تاریکیوں کو چیرتی لو میں اپنے ماضی کے عکس دیکھ کر اپنے وجود سے محبت کرنے کا عادی ہو چکا ہے اور وہ اپنے بزرگوں سے سنے ماضی کے ملتے جلتے واقعات کو یاد کرتے ہوئے وہ مستقبل سے جڑے ایک سہانے انقلابی تجسس میں کھو جاتا ہے!

اس کو یقین ہے کہ تاریخ اپنے آپ کو دہرائے گی اور اپنوں سے محبت اور غیروں سے نفرت کے بجائے عالمی امن کی خاطر ان سے دوستی کا ہاتھ بڑھانے والے، صوفی سنتوں کے آزمودہ اصولوں کو اپنانے والا اشرف المخلوقات، چار سو پھیلی دہشت کی تپش کو اپنی مسیحائی اور اپنائیت کی سہانی آنچ میں بدل کر اس کے ویراں گھر کو آباد کر دے گا، اکھڑ کر بچھڑ چکے اپنوں کی بربادی کے چشم دید واقعات عالم کو سنا کر پھر سے داستان گوئی کا قدیم سلسلہ جاری کر پائے گا.....اور وہ پچھلے تیس برس سے خاموشی کو چیرتی ہوئی آہٹ سن کر جھوم اٹھتا ہے!.....کہیں یہ وہ تو نہیں؟

◆◆◆